سقط جنین سے متعلق

اسلامی نظریاتی کونسل کے مسودے پر

فقہ امامیہ کا اختلافی نقطۂ نظر

مقالہ نگار: سید افتخار حسین نقوی النجفی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سقط جنین کے حوالے سے

(اسلامی نظریاتی کونسل کے مسودے پر فقہ امامیہ کا اختلافی نقطۂ نظر)

مقالہ نگار: سید افتخار حسین نقوی النجفی

دفعہ: ۷

امامیہ کے نزدیک محض نطفہ اور حمل ٹھہرنے سے ہی اس کا ساقط کرنا حرام ہے اور ساقط کرنے والے پر دیت واجب ہوگی، فرق نہیں کرتا کہ ساقط کرنے والے والدین ہوں یا ڈاکٹر ہو اور اسی طرح دوائی کے ذریعے سقط کیا جائے یا آپریشن کے ذریعے یا کسی اور طریقے سے، ہاں اگر چار ماہ سے پہلے کوئی حاذق ڈاکٹر تشخیص دے کہ جنین کی والدہ کی جان کو خطرہ ہے تو پھر سقط کرنا جائز ہے، لیکن مدت حمل کے چار ماہ گذرنے کے بعد اگرچہ ماں کی جان کو خطرہ ہی کیوں نہ ہو سقط کرنا جائز نہیں ہے، چونکہ چار ماہ کے بعد اس پر نفس محترم کا اطلاق ہوتا ہے جس کے قتل کرنے پر قرآن کریم میں دیت ثابت ہے [1]۔

دیت کی مقدار: نطفہ کے مختلف مراحل کے ساتھ ساتھ دیت کی مقدار میں بھی فرق ہے۔

۱۔ نطفہ ٹھہرنے کے فوراً بعد سقط کرنے پر ۲۰ دینار، جب علقہ بن جائے تو ۴۰ دینار، جب مضغہ بن جائے تو ۶۰ دینار، اور جب ہڈیاں بن جائیں تو ۸۰ دینار، اور جب خلقت مکمل ہو جائے لیکن ابھی تک روح نہ پائی جائے تو ۱۰۰ دینار، اور جب روح پیدا ہو جائے تو پھر پورے زندہ انسان کی دیت جو کہ ۱۰۰۰ دینار ہے ثابت ہوگی۔ [2]

دفعہ: ۱۱ جزء (د)

ماں اپنے بچے کو دودھ پلانے پر اجرت طلب کر سکتی ہے، اگر بچہ مالدار ہو تو خود اس کے مال سے وگرنہ اس کے باپ کے مال سے اجرت ادا ہوگی، ہاں اگر بچہ اور اس کا باپ تنگدست ہوں تو پھر رضاعت ماں پر ثابت ہے، چاہے خود پلائے یا کسی دودھ پلانے والی کا بندوبست کرے۔

(لا یجب علی الام ارضاع ولدها لا مجانا و بالاجرة بل لها المطالبة باجرة الارضاع من مال الولد ان کان له مال، و من ابیه ان لم یکن له مال و کان الاب موسرا ، نعم لو لم یکن للولد مال و لم یکن الاب والجد وان علا موسرین تعین علی الام ارضاعه مجانا ، اما بنفسها او باستئجار مرضعة اخری) [3]

---

[1] ۔ جواہر الکلام، شیخ محمد حسن نجفی، جلد ۴۱ ص ۳۳۷، ۳۳۸ ؛منیۃ السائل، ابوالقاسم خوئی، جلد ۱ ص ۱۰۵ ؛ مجمع المسائل، محمد رضا گلپایگانی، جلد ۳ ص ۲۴۶، ۲۴۷؛ توضیح المسائل، امام خمینی، مسئلہ نمبر ۲۴۶۰

[2] ۔ جواہر الکلام، شیخ محمد حسن نجفی، جلد ۴۳ ص ۳۶۹ تا ۳۷۳ ؛ مبانی تکملہ منہاج، سید ابوالقاسم خوئی، جلد ۱ ص ۳۹۸

[3] ۔ تحریر الوسیلہ، امام خمینی، جلد ۲ ص ۲۷۸، مسئلہ نمبر ۱۱

نکتہ :

دفعہ ۱۸ اور ۱۹ کے درمیان ایک دفعہ کا اضافہ ہونا چاہیے جس کا عنوان (مالی حوالے سے بچے پر جن افراد کو ولایت حاصل ہے) ہونا چاہیے ، چونکہ تربیت میں ولایت اور مالی حوالے سے ولایت میں فرق ہے ، جو کہ امامیہ کے نزدیک درج ذیل افراد ہیں ۱۔ باپ ۲۔ دادا ۳۔ باپ دادا کی طرف سے وصی ۴۔ حاکم شرع ۵۔ حاکم کی طرف سے منصوب شخص۔
پس ماں ، بھائی یا کسی اور رشتہ دار کو مالی تصرف میں ولایت حاصل نہیں ہے۔ [4]

امام خمینی اس حوالے سے فرماتے ہیں :

(ولاية التصرف فى مال الطفل و النظر فى مصالحه و شؤونه لابيه و جده لابيه ، و مع فقدهما للقيم من احدهما ، و هو الذى اوصى احدهما بان يكون ناظرا فى امره ، و مع فقده للحاكم الشرعى ، و اما الام و الجد للام و الاخ فضلا عن سائر الاقارب فلا ولاية لهم عليه ، نعم الظاهر ثبوتها مع فقد الحاكم للمؤمنين مع وصف العدالة على الاحوط) [5]

جبکہ اہل سنت بعض افراد میں اختلاف رکھتے ہیں۔

دفعہ : ۲۳

تأدیب اور تنبیہ دو لفظ ہیں اور ان کے معنی میں بھی اعتباری فرق پایا جاتا ہے۔
لغت میں تأدیب ، تعلیم اور ریاضت نفس یا اخلاق حسنہ کے کسب کے معنی میں استعمال ہوا ہے ، اسی طرح برے فعل کے انجام دینے پر سزا کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔ [6]
فقہاء کی اصطلاح میں تأدیب ، تعزیر کے معنی میں یعنی حد شرعی سے کمتر سزا کے معنی میں استعمال ہوا ہے ، لیکن چونکہ بچوں پر تعزیر لاگو نہیں ہوتی اس لیے روایات اور فقہاء کی زبان میں اسے لفظ تأدیب سے تعبیر کیا گیا ہے۔ [7]
تنبیہ لغت میں ہوشیار کرنا ، تذکر دینا ، اور متوجہ کرنا کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ [8]
تأدیب اور تنبیہ میں فرق : حقوق اور قضا کی اصطلاح میں تأدیب ، مخصوص جرائم کے مقابلے میں ایک خاص سزا کو کہتے ہیں ، مثلا بچہ اگر چوری ، زنا ، لواط ۔ تہمت ، شراب خوری وغیرہ انجام دے تو چونکہ اس پر حد تو جاری نہیں ہو سکتی لہٰذا شریعت نے حد سے کمتر سزا اس کے لیے معین کی ہے ، لیکن تنبیہ کا تعلق بچے کے اخلاق اور انضباط کے ساتھ ہے نہ جرم کے مرتکب۔ [9]

---

4 ۔ المبسوط ، شیخ طوسی ، جلد ۲ ص ۲۰۰ ؛ تحریر الوسیلہ ، امام خمینی ، جلد ۲ ص ۱۲ ، مسئلہ نمبر ۵
5 تحریر الوسیلہ ، امام خمینی ، جلد ۲ ص ۱۲ ، مسئلہ نمبر ۵
6 ۔ مجمع البحرین ، جلد ۱ ص ۲۸ ؛ لسان العرب ، جلد ۱ ص ۵۰ ؛ مصباح المنیر ص ۹ (نقل از احکام و حقوق کودکان در اسلام ، قدرت اللہ انصاری ، جلد ۲ ص ۴۳۱ ، مرکز فقہی آئمہ اطہار قم)
7 ۔ الروضۃ البھیہ ، شہید ثانی ، جلد ۹ ص ۱۴۵ (نقل از احکام و حقوق کودکان در اسلام ، قدرت اللہ انصاری ، جلد ۲ ص ۴۳۱ ، مرکز فقہی آئمہ اطہار قم)
8 ۔ لسان العرب ، جلد ۶ ص ۱۳۲ ؛ فرہنگ بزرگ سخن ، جلد ۳ ص ۱۹۱۱
9 ۔ فرہنگ اصطلاحات حقوق کیفری ، ص ۱۰۹

دفعہ : ۲۶

موارد تأدیب: ا۔ ارتکاب زنا ۲۔ ارتکاب لواط ۳۔ انجام قذف (تہمت) ۴۔ سرقت (چوری) ۵۔ شراب خوری ٦۔ ارتداد ۷۔ حیوان کے ساتھ فعل قبیح انجام دینا ۸۔ تعلیم وتربیت کے لیے ۹۔ عبادت کی عادت ڈالنے کے لیے [10]

دفعہ : ۲۷ جزء (ھ) اور (و)

امامیہ کے نزدیک اگر بچہ کسی کو قتل کردے تو وہ قصاص نہیں ہو گا بلکہ فقط اس پر دیت اور تأدیب ثابت ہے، اور فرق نہیں کرتا کہ اس نے عمداً قتل کیا ہے یا خطا سے چونکہ اس کا عمد بھی خطا شمار ہوتا ہے، پس اسکی دیت اس کے عاقلہ پر واجب ہے اگرچہ بچہ مالدار ہی کیوں نہ ہو۔ [11]

امام باقر علیہ السلام، امام علی علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں۔

(ان علیا علیہ السلام کان یقول عمد الصبیان خطأ یحمل علی العاقلہ) [12]

البتہ اگر بچہ کسی کا مالی نقصان کرے تو اس کی خسارت اور جبران خود بچے پر ہے اور عاقلہ اس کے ذمہ دار نہ ہوں گے کیونکہ احکام وضعی مثلاً ضمان وغیرہ نابالغ کو بھی شامل ہیں۔

عاقلہ کی تعریف:

وہ پدری اور مادری رشتہ دار جو مذکر ہوں مثلاً بھائی، بھتیجے، چچا اور اس کے بیٹے، دادا وغیرہ البتہ ارث کی طرح طبقات کا خیال رکھا جائے گا۔

دفعہ : ۲۸ جزء (د)

امامیہ کے نزدیک بچے کو تأدیب کرنے کے دوران سزا کی مقدار کے حوالے سے تین اقوال پائے جاتے ہیں۔

ا۔ بعض فقہاء کے نزدیک ۵ یا ٦ تازیانے تک مارے جائیں، [13] ان کی دلیل امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ روایت ہے۔

(عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللهِ ع فِی أَدَبِ الصَّبِیِّ وَ الْمَمْلُوكِ فَقَالَ خَمْسَةٌ أَوْ سِتَّةٌ وَ ارْفُق) [14]

حماد بن عثمان نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے بچے اور مملوک کو تأدیب کے بارے عرض کی، تو امام علیہ السلام نے فرمایا: پانچ یا چھ تازیانے، اور ان سے مدارا اور نرمی سے پیش آؤ۔

۲۔ بعض کے نزدیک دس تازیانے سے زائد نہ ہوں، [15] ان کی دلیل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث ہے۔

(قَالَ رَسُولُ اللهِ ص لَا یَحِلُّ لِوَالٍ یُؤْمِنُ بِاللهِ وَ الْیَوْمِ الْآخِرِ أَنْ یَجْلِدَ أَكْثَرَ مِنْ عَشَرَةِ أَسْوَاطٍ إِلَّا فِی حَدٍّ) [16]

---

[10] ۔ احکام وحقوق کودکان در اسلام، قدرت اللہ انصاری، جلد ۲ ص ۴۳۴

[11] ۔ المبسوط، شیخ طوسی، جلد ۵ ص ۵۷؛ قواعد الاحکام، علامہ حلی، جلد ۳ ص ٦۰۹؛ مسالک الافہام، جلد ۱۵ ص ۳۱۵

[12] ۔ وسائل الشیعہ، شیخ حر عاملی، جلد ۲۹ ص ۴۰۰، باب ۱۱ از ابواب العاقلہ، حدیث ۳

[13] ۔ النہایہ، شیخ طوسی، ص ۷۳۲؛ مبانی تکملۃ المنہاج، ابوالقاسم خوئی، جلد ۴۱ ص ۴۱۱

[14] ۔ وسائل الشیعہ، شیخ حر عاملی، جلد ۲۸ ص ۳۷۲، باب ۸ از ابواب بقیۃ الحدود، حدیث ۱

[15] ۔ السرائر، ابن ادریس حلی، جلد ۳ ص ۵۳۴؛ قواعد الاحکام، علامہ حلی، جلد ۳ ص ۵۴۸؛ الروضۃ البھیۃ، شہید ثانی، جلد ۹ ص ۱۹۳۔

رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جو حاکم اور والی خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے جائز نہیں ہے دس تازیانے سے زائد کسی کو مارے مگر حد جاری کرتے وقت۔

۳۔ بعض کے نزدیک تأدیب کرنے والے کی صوابدید پر ہے، چاہے کم ہوں یا زائد، اور یہ قول قوی ہے،[17] ان کی دلیل بہت ساری روایات ہیں جن میں ایک روایت یہ ہے۔

(عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع فِي غُلَامٍ صَغِيرٍ لَمْ يُدْرِكِ ابْنِ عَشْرِ سِنِينَ زَنَى بِامْرَأَةٍ قَالَ يُجْلَدُ الْغُلَامُ دُونَ الْحَدِّ)[18]

امام جعفر صادق علیہ السلام ایسے بچے اور نابالغ کے بارے میں فرماتے ہیں جو دس سال کا نہ ہو اور اس نے ایک عورت کے ساتھ زنا انجام دیا ہو، کہ اسے مکمل حد شرعی سے کمتر کوڑے مارے جائیں۔

دفعہ: ۳۰

امامیہ کے نزدیک سزا دینے کا حق درج ذیل افراد کو حاصل ہے، ۱۔ امام معصوم علیہ السلام یا حاکم شرع (فقیہ جامع الشرائط) ۲۔ باپ اور دادا ۳۔ وصی از جانب باپ اور دادا ۴۔ وکیل از جانب حاکم شرع یا باپ یا دادا یا ان دونوں کے وصی کی طرف سے ۵۔ معلم ۶۔ دادگاہ اطفال[19]

دفعہ: ۳۱

امامیہ کے نزدیک فقط معلم کے لیے بچے کے والدین سے تأدیب کے لیے اجازت لینا ضروری ہے، آیت اللہ سید محمد رضا گلپایگانی فرماتے ہیں تأدیب کے حوالے معلم مستقل ولایت نہیں رکھتا، بلکہ بچے کے ولی کی اجازت ضروری ہے[20]

دفعہ: ۳۲

امامیہ کے نزدیک مشہور قول یہ ہے کہ تأدیب کنندہ مطلّقا ضامن ہے، چاہے افراط و تفریط کرے یا نہ کرے۔[21] ان کی ادلہ یہ ہیں، ۱۔ اجماع فقہاء ۲۔ قاعدہ اتلاف ۳۔ اطلاق روایت (لا یبطل دم امری مسلم)[22]۔

---

16 ۔ وسائل الشیعہ، شیخ حر عاملی، جلد ۲۸ ص ۳۷۵، باب ۱۰ از ابواب بقیہ الحدود، حدیث ۲۔

17 ۔ تحریر الوسیلہ، امام خمینی، جلد ۲ ص ۴۳۰؛ جواہر الکلام، شیخ محمد حسن نجفی، جلد ۴۱ ص ۴۴۵؛ مجمع الفائدہ والبرھان، جلد ۱۳ ص ۱۷۸؛ مسالک الافھام، جلد ۱۴ ص ۴۵۴۔

18 ۔ وسائل الشیعہ، شیخ حر عاملی، جلد ۲۸ ص ۸۲، باب ۹ از ابواب حد الزنا، حدیث ۱، ۲۔

19 ۔ احکام و حقوق کودکان در اسلام، قدرت اللہ انصاری، جلد ۲ ص ۴۴۳ تا ۴۵۸۔

20 ۔ الدر المنضود، سید محمد رضا گلپایگانی، جلد ۲ ص ۲۸۶۔

21 ۔ المبسوط، شیخ طوسی، جلد ۵ ص ۴۰۹؛ جواہر الکلام، شیخ محمد حسن نجفی، جلد ۴۳ ص ۴۴؛ تحریر الوسیلہ، امام خمینی، جلد ۲ ص ۵۰۴ مسئلہ نمبر ۳؛ شرائع الاسلام، محقق حلی، جلد ۴ ص ۱۹۲ و ۲۴۸۔

22 ۔ وسائل الشیعہ، شیخ حر عاملی، جلد ۲۹ ص ۱۴۹، باب ۸ از ابواب دعوی القتل، حدیث ۳۔